پہلی قسط:

ٹیکس کی شرعی حیثیت

جناب مولانا فضل الرحمن بن محمد

ٹیکس انگریزی کا لفظ ہے اور یہ اس رقم کے لئے استعمال ہوتا ہے جو حکومت کے چلانے کے لئے مختلف صورتوں میں لوگوں سے وصول کی جاتی ہے۔ اس کی وصولی ایک نظام کے تحت ہوتی ہے اور جن لوگوں پر ٹیکس عائد ہوجاتا ہے۔ اگر وہ وقت مقررہ پر ادائیگی نہ کریں تو ان کے خلاف باقاعدہ قانونی کاروائی کی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں ٹیکس کی عمومی دو صورتیں ہیں۔ ایک بالواسطہ اور دوسری بلاواسطہ۔

بالواسطہ سے مراد وہ ٹیکس ہیں۔ جو عوام الناس ادا تو کرتے ہیں لیکن ان کو پتہ نہیں چلتا۔ جیسے پٹرول، بجلی، گیس اور دوسری وہ اشیاء کہ جن کی خرید وفروخت میں ٹیکس شامل ہوتا ہے اور جو ٹیکس کسی شخص کی ذاتی آمدنی اور کمائی پر عائد ہوتا ہے اس کو بلاواسطہ کہا جاتا ہے۔

ٹیکس کی تاریخ:

کہا جاتا ہے کہ یونان اور روم میں سب سے پہلے استعمال ہونے والی اشیاء پر ٹیکس لگایا گیا۔ درآمدی ڈیوٹی کو اندرونِ ملک بننے والے مال پر وصول ہونے والی ڈیوٹی پر ترجیح دی جاتی تھی۔ جنگ کے دنوں میں جائداد پر بھی عارضی طور پر ٹیکس عائد کردیا جاتا تھا۔ پھر اس کا دائرہ کار جائداد کی خرید وفروخت تک وسیع کردیا گیا۔ یونان اور روم میں آزاد اور غلام اور اسی طرح قومی اور غیر قومی باشندوں میں ٹیکس کے بارے میں امتیاز کیا جاتا تھا۔ روم میں استعمال ہونے والی اشیاء اور درآمدات پر ڈیوٹی کے علاوہ اور بھی بلاواسطہ ٹیکس تھے۔

ان میں اصول یہ کارفرما تھا کہ ہر شخص خراج ادا کرے۔ جولیس سیزر کے زمانہ میں پہلی مرتبہ ایک فیصد سیلز ٹیکس (SALESTAX) نافذ کیا گیا۔ صوبوں کی آمدنی کا زیادہ تر دارومدار شخصی اور زرعی زمینوں پر عائد کردہ ٹیکسوں پر تھا۔ آغاز میں یہ نہ دیکھا جاتا تھا کہ زمین آباد ہے یا غیر آباد جیسا کہ فارس اور مصر میں بھی کیا گیا۔ لیکن بعد میں زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ 1/10 زمیندار سے وصول کرلیا جاتا تھا۔

جولیس سیزر سے پہلے ٹیکسوں کو اکٹھا کرنے کی ذمہ داری زمینداروں میں سے کسی شخص کے سپرد کردی جاتی اور ٹیکسوں میں سے کچھ فیصد حصہ اس کو معاوضہ کے طور پر دے دیا جاتا۔

لیکن جولیس سیزر نے یہ ذمہ داری سرکاری افسروں کو سونپ دی۔ قرونِ وسطیٰ میں بالواسطہ ٹیکسوں کی جگہ بلاواسطہ ٹیکسوں نے لے لی۔ جن میں زیادہ تر درآمدی ڈیوٹی اور مارکیٹ فیس ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ شہروں میں لوگ ٹیکس ادا کرنے کے عادی ہوگئے۔ کھانے پینے کے سامان پر تجار اور خریداروں نے ٹیکس کا بوجھ اٹھالیا۔ جرمنی اور اٹلی میں بھی چند بلاواسطہ ٹیکس عائد کئے گئے جو غریبوں کی ذات اور امیروں کے مال پر ہوتے تھے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۷ اص ۱۰۷۷ تا ۱۰۷۸)۔

سب سے پہلے جس ملک نے عام انکم ٹیکس کے نظام کو اپنایا وہ برطانیہ ہے۔ نپولین بونا پارٹ کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے برطانوی حکومت نے ۱۷۹۹ء میں دوسو ۲۰۰ پونڈ سے زیادہ ہونے والی آمدنی پر دس فیصد ٹیکس لگا دیا لیکن ساٹھ پونڈ سے کم آمدنی کو ٹیکس سے مستثنیٰ

قرار دے دیا۔

۱۸۱۰ء میں جب لڑائی ختم ہوئی تو ۱۸۴۲ء تک برطانوی باشندوں کو ٹیکس کے بوجھ سے آزاد کر دیا گیا۔لیکن وزیر اعظم سر روبرٹ پیل (SIR ROBERT PEEL) نے بجٹ کے خسارے کو پورا کرنے کے لئے پھر سے ہنگامی طور پر ہر پونڈ پر سات پنس ٹیکس عائد کر دیا۔۱۸۸۰ء تک برطانوی رعایا ٹیکس ادا کرنے کی عادی ہوگئی۔جس کی وجہ سے ٹیکس ہمہ وقتی معمول بن گیا۔۱۹۱۰ء میں ٹیکس دھندہ میں سے جس کی آمدنی پانچ سو پونڈ سے زیادہ نہ ہوتی اس کو ہر بچہ کے لئے دس پونڈ کی چھوٹ دے دی گئی۔پہلی جنگ عظیم کے موقع پر چھ شلنگ کے حساب سے سوپر ٹیکس (SUPER TAX) بھی عائد کر دیا گیا۔(انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا ج۹ص ۲۷۵)۔

جرمنی کے صوبہ پروسیا میں ۱۸۵۱ء میں ٹیکس لگانے کی کوشش کی گئی لیکن ۹۲۔۱۸۹۱ء میں اصلاح کے بعد اسے از سرنو مرتب کیا گیا۔۱۹۱۳ء تک جرمنی کے سارے صوبوں میں باقاعدہ نافذ ہو گیا۔

فرانس میں ٹیکس لگانے کی کوشش کا آغاز ۱۸۷۰ میں ہوا لیکن نفاذ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم سے دو ہفتے پہلے ہوا۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۹ ص ۲۷۵)۔

اٹلی میں پہلی بار آمدنی، زمین، عمارات اور منقولہ دولت پر ۱۸۶۴ء میں ٹیکس عائد ہوا۔

سویڈن میں ٹیکس لگانے کی ابتداء ۱۸۹۲ء میں ہوئی۔

امریکہ میں صحیح طور پر ٹیکس کا نفاذ ۱۹۱۳ء میں دستور کی سولہویں ترمیم کے ذریعے ہوا۔حالانکہ امریکہ کی باہمی خانہ جنگی کے نقصانات کو پورا کرنے کے لئے ۱۸۶۲ء سے ۱۸۷۲ء تک چھ سو ڈالر سے زائد آمدنی پر تین فیصد اور دس ہزار ڈالر پر پانچ فیصد وصول کیا جاتا تھا بعد میں ایک ترمیم کے ذریعے پانچ ہزار ڈالر سے زائد آمدنی پر دس فیصد شرح کر دی گئی۔

۱۸۹۳ء میں صدر امریکہ گروور کلیو لینڈ (GROVER CLEVELAND) نے جب دوبارہ ٹیکس لگانے کی کوشش کی تو سپریم کورٹ نے اسے غیر دستوری قرار دے کر ختم کروا دیا۔لیکن دستور میں ترمیم کے بعد جب ٹیکس کا نفاذ ہوا تو اس وقت زیادہ سے زیادہ شرح پانچ لاکھ ڈالر سے زیادہ آمدنی پر چھ فیصد رکھی گئی۔لیکن پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیان شرح اس تیزی سے بڑھی کہ جب دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو اس وقت کم سے کم شرح تیئس ۲۳ فیصد اور زیادہ سے زیادہ چورانوے ۹۴ فیصد تھی۔ٹیکس سے محفوظ حد صرف پانچ سو ڈالر رہ گئی۔(دی ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا ج۹ص ۸۸)۔

انگریز حکومت نے ہندوستان میں پہلی مرتبہ ۱۸۶۰ء میں انکم ٹیکس ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت ٹیکس نافذ کیا۔جسے ۱۸۶۵ء سے ۱۸۶۷ء تک معطل کر دیا گیا لیکن ۱۸۶۷ء میں تھوڑی سی ترمیم کے بعد دی لائسنس ایکٹ آف ۱۸۶۷ کے نام پر پھر سے جاری ہو گیا۔جس کے تحت دو سو روپیہ سے زائد آمدنی پر دو فیصد ٹیکس عائد کر دیا گیا۔

۱۸۲۸ء میں اسی ایکٹ کا نام سرٹیفکیٹ ایکٹ ۱۸۶۸ء رکھ دیا گیا۔اس ایکٹ کے تحت ٹیکس کی شرح کم کر کے ۳/۵ ا کر دی گئی۔ٹیکس سے

مستثنیٰ رقم دوسو سے بڑھا کر پانچ سو کردی گئی۔۱۸۶۹ء کے دوران کمپنیوں پر ۱/۲ ا فیصد اور گورنمنٹ سیکوریٹز پر ۱/۲ ا فیصد ٹیکس لگادیا گیا۔دوسرے ذرائع سے وصول ہونے والے ٹیکسوں کی شرح کو دُگنا کردیا گیا۔

۱۸۷۲ء میں ٹیکس سے مستثنیٰ رقم کو پہلے ساڑھے سات سواور پھر ایک ہزار کردیا گیا۔

یکم اپریل ۱۸۷۳ء میں دوسری مرتبہ چار سال کے لئے لوگوں کو عارضی طور پر ٹیکس سے نجات ملی۔لیکن ۱۸۷۷ء میں لائسنس ٹیکس ایکٹ ۱۸۷۷ء کے تحت ہندوستان کے باسیوں پر پھر سے ٹیکس مسلط کردیا گیا۔

۱۸۶۰ء سے ۱۸۸۰ء تک انکم ٹیکس ایکٹ میں ۱۳ ترامیم ہوئیں اور دومرتبہ معطل ہوا۔

لیکن ۱۸۸۶ء میں اسے ایسی صورت دے دی گئی کہ پھر تیس ۳۰ سال نافذ العمل رہا۔جس کے تحت پانچ سو روپے سے کم آمدنی کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا گیا۔سوداور تنخواہوں کی رقم جو پانچ سو سے دو ہزار تک ہوتی اس پر ۴ پائی فی روپیہ کے حساب سے ٹیکس لیا جاتا۔دوسری عام آمدنیوں پر جو دو ہزار ہوتیں۔ان پر ۵ پائی فی روپیہ کے حساب سے ٹیکس وصول کیا جاتا۔

۱۹۱۶ء میں نئی ترمیم کے ذریعہ تنخواہوں ۔بونس ۔سالانہ وظائف پنشن اور سرکاری عطیات پر ایک ہزار سے دو ہزار روپے پر ۴ پائی فی روپیہ سے ٹیکس کا نیا شیڈول دیا گیا۔اسی طرح دوسری آمدنیوں پر یعنی دو ہزار سے پانچ ہزار پر ۵ پائی فی روپیہ، پانچ ہزار ایک روپے سے دس ہزار تک ۶ پائی فی روپیہ،دس ہزار ایک سے پچیس ہزار روپے پر ۹ پائی فی روپیہ اور پچیس ہزار سے اوپر رقم پر ۱۲ پائی فی روپیہ کے حساب سے ٹیکس کا نیا نظام قائم ہوا۔۱۹۱۸ء میں پہلی مرتبہ کل آمدنی ۔(TOTAL INCOME)اور قابل ٹیکس آمدنی (TAXABLE INCOME) کا تصور دیا گیا۔آل انڈیا کمپنی کے ذریعے انکم ٹیکس ایکٹ کو انکم ٹیکس ایکٹ ۱۹۲۲ء کا نام دے دیا گیا۔(انکم ٹیکس راء از خواجہ امجد سعید ص ۲ اور ص ۳)۔

اگرچہ ۱۹۳۰ء، ۱۹۳۲ء، ۱۹۳۶، ۱۹۳۹، ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء میں بھی معمولی ترامیم ہوئیں لیکن یہی وہ ایکٹ ہے جو فقید المثال قربانی کے بعد ملنے والے پاکستان کو انگریزی سرکار سے ورثے میں ملا اور وہ بھی اپنی اصل کے ساتھ پورے پاکستان میں رائج ہے۔

مکس:

اسلام سے پہلے انسانی معاشرے میں جو مختلف قسم کے ٹیکس رائج تھے۔ان میں ایک مکس تھا۔جو زمانہ جاہلیت میں لوگوں سے زبردستی وصول کیا جاتا تھا۔(کتاب الاموال ص ۴۲۹ مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۹ الفتح الربانی ج ۱۵ ص ۱۷ الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۵۶۸)۔

علامہ ابن منظور نے نقل کیا ہے۔

”دراھم کانت تؤخذ من بائع السلع فی الا سواق فی الجا ھلیة“. (لسان العرب ج ۶ ص ۲۲۰).

یہ وہ درہم تھے جو جاہلیت کے زمانے میں بازاروں میں مال فروخت کرنیوالوں سے وصول کئے جاتے تھے۔

ایسے شخص کے بارے میں سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان صاحب المكس فی النار ".(لسان العرب ج ٦ ص ٢٢٠).

بے شک ٹیکس وصول کرنے والا جہنم میں ہوگا۔

"لايدخل الجنة صاحب مكس يعنی العشار ".(كتاب الاموال ص ٤٦٩ مسند احمد ج ٤ ص ١٠٩ الفتح الربانی ج ١٧).

تجارتی عشر وصول کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری التوفی ٦٥٦ھ نے لکھا ہے۔

"اما الان فانهم ياخذون مكسا باسم العشر ومكوسا اخرليس لها اسم بل شئی ياخذون حراما سحتا وياكلونه فی بطونهم نارا حجتهم فيه داحضة عند ربهم وعليهم غضب ".

"آج کل عشر کے نام پر جو مکس یا مکوس لوگ وصول کر رہے ہیں۔اس کا کوئی نام نہیں۔ بلکہ وہ ناجائز اور حرام ہے وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔اپنے رب کے پاس ان کی حجت نہیں چلے گی اور ان پر غضب ہوگا۔

"ولهم عذاب شديد ". (الترغيب والترهيب ج ١ ص ٥٦٧).

اور ان کے لئے سخت عذاب ہوگا۔

مسند احمد کے شارح احمد عبدالرحمٰن البنا الساعتی نے بھی واضح کیا ہے۔

"ان المكس من اعظم الذنوب وذلك لكثرة مطالبات الناس ومظلماتهم وصرفها فی غير وجهها". (حاشيه الفتح الربانی ج ١٥ ص ١٨).

"بے شک ٹیکس گناہ کبیرہ میں سے ہے۔اس لئے کہ لوگوں سے کثرت کے ساتھ مطالبے کئے جاتے ہیں اور نہ وصول ہونے کی صورت میں ان پر ظلم کئے جاتے ہیں اور وصول کر کے ان کا غلط استعمال ہوتا ہے"۔

انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے۔

"انما كان فی النار لظلمه الناس واخذ اموالهم بدون حق شرعی فان استحل ذلك كان فی النار خالدا فيها ابدًا لانه كافر والا فيعذب فيها مع عصاة المؤمنين ماشاء الله ثم يخرج ويدخل الجنة".(حاشيه الفتح الربانی ج ١٥ ص ١٧).

"صاحب المکس جہنم میں اس لئے جائے گا کہ اس نے لوگوں پر ظلم کیا۔ان سے شرعی حق کے بغیر مال وصول کیا۔اگر اسے حلال سمجھے گا تو آگ میں ہمیشہ رہے گا۔اس لئے کہ وہ کافر ہے۔اگر حلال نہیں سمجھے گا تو گنہگار ہوگا۔نافرمان اہل ایمان کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا آگ سے نکال کر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

معلوم ہوا کہ ''مکس'' جہالت کے ٹیکسوں میں سے ایک ٹیکس تھا۔ جس کے وصول کرنے والے کو اسلام نے جہنم کی آگ کی وعید سنائی ہے۔

جزیہ:

یہ وہ ٹیکس تھا جو غیر مسلمان سے ان کی جانوں اور مالوں کی حفاظت کے بدلے وصول کیا جاتا تھا۔ (مفردات القرآن۔ جزیہ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۶۱۸)۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مطابق یہ ۸ھ یا ۹ھ میں اس وقت وصول کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۵۹)۔

"قاتلو ا الذین لایومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولا ید ینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن یدٍ و ھم صاغرون "ο(سورۃ التوبۃ آیت ۲۹)۔

''اہل کتاب میں سے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حرام کیا ہے۔ اس کو حرام نہیں کرتے اور دینِ حق کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ ان کے ساتھ اس وقت تک قتال کریں کہ جب تک وہ ذلیل ورسوا ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہیں دے دیتے۔

اسی آیت مبارکہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں حکم ہے حضرت عمر فاروق کو مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے میں تردّد تھا۔ لیکن جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے گواہی دے دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق عمل کرتے ہوئے مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنا شروع کر دیا۔ (دار قطنی ج ۲ ص ۱۵۵ کنز العمال ج ۴ ص ۵۰۲)۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جریرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لیس علی مسلم جزیۃ". ابو داؤد ص ۴۳۳ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۳ ایضاً ص ۲۸۵)۔

مسلمان پر جزیہ نہیں۔

امام ترمذی نے اپنی جامع الترمذی میں باب باندھا ہے۔

"باب ماجاء لیس علی المسلمین جزیۃ". (جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۰۹ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۹۷)۔

اس کا باب کہ مسلمانوں پر کوئی جزیہ نہیں۔

پھر انہوں نے حضرت ابن عباسؓ والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"والعمل علی ھذا عند عامۃ اھل العلم".

عام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔

امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

"تسقط الجزیة بالا سلام والموت عند ابی حنیفة لقوله علیه السلام لیس علی مسلم جزیة". (تفسیر).

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک (غیر مسلم) کے مسلمان ہوجانے یا مرجانے کی وجہ سے جزیہ ساقط ہوجاتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم پر جزیہ نہیں۔

خراج:

یہ ٹیکس بھی غیر مسلم اہل ذمہ پر لگایا جاتا تھا۔ درحقیقت یہ ان کی زمینوں پر لگان تھا مفتوحہ علاقوں میں زمینوں کو ان کے سابقہ مالکوں کے قبضے میں رہنے دیا جاتا اور ان کے علاقے کے اعتبار سے ان سے خراج وصول کیا جاتا۔

امام غزالیؒ سے منقول ہے کہ حکومت وقت اگر مسلمانوں سے خراج کے طور پر مال لیتی ہے تو وہ ناجائز ہے۔ (کیمیائے سعادت اردو ص ۳۰۱)۔

حضرت علاءؓ بن الحضرمی سے مروی ہے۔

"بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی البحرین فکنت اتیٰ الحائط یکون بین الاخوة یسلم احدهم فاٰخذمن المسلم العشر والمشرک والخراج". (مسند احمد ج ۵ ص ۵۲ ابن ماجه ص ۱۳).

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بحرین کی طرف بھیجا۔ پس میں ایسے باغ میں آتا کہ جس میں کئی بھائی شریک ہوتے۔ ان میں سے ایک مسلمان ہوتا۔ میں مسلمان سے عشر لیتا اور مشرک سے خراج وصول کرتا"۔

خراج اس غلام سے بھی لیا جاتا تھا جو کسی ہنر میں مہارت رکھنے کی بنا پر کمائی کرتا اور اپنے آقا کو طے شدہ خراج ادا کرتا۔

مصنف ابی شیبہ میں منقول ہے۔

"کان ابو حنیفةؒ یقول لا یجتمع خراج وزکوٰة علی رجل". (مصنف ابن ابی شیبه ج ۳ ص ۲۰۱).

امام ابوحنیفہؒ فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص پر خراج اور زکوٰۃ جمع نہیں ہوسکتے۔ (جاری ہے……)

……☆☆☆☆☆……

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں:

almubahisulislamia@yahoo.com

……☆☆☆☆☆……